۶۱واں باب

انسانیت تین گروہوں میں

سُوۡرَۃُ الۡوَاقِعَۃ

۱۵۲ انسانیت تین گروہوں میں

۱۵۲ چھٹے سال کے وسط تک تنزیلات اور واقعات کا ربط

۱۵۵ قیامت کو جھٹلانے والا کوئی نہ ہوگا

۱۵۵ تین گروہ: سابقین، صالحین اور منکرین

۱۵۸ توحید اور آخرت پر محکم دلائل

۱۵۹ قرآن کی صداقت پر مختصر گفتگو

۱۶۰ اپنے پیاروں کو سامنے مرتے دیکھتے ہو، بچاتے کیوں نہیں!

٦١ واں باب

انسانیت تین گروہوں میں

چھٹے سال کے وسط تک تنزیلات اور واقعات کا ربط

کارِ نبوت کے اس چھٹے سال میں حٰمٓ السَّجْدَة، سُوْرَةُ الشُّوْرٰی، سُوْرَةُ الزُّخْرُف، سُوْرَةُ الرُّوْم اور سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْن کے نزول کے بعد اب اللہ رب العالمین کی جانب سے روح الامین قرآن کا ایک اور جزء سُوْرَةُ الْوَاقِعَة [۳۷ویں تنزیل] لائے ہیں ضروری ہے کہ ان تمام تنزیلات میں ربط و نظم کے ساتھ واقعاتی دنیا میں جو نشیب و فراز آرہے ہیں اُن کے ساتھ بھی اُن کے تعلق پر تدبر کیا جائے تاکہ حیاتِ مبارکہ کی داستان میں اسلام کے نمو پذیر انقلاب کی داستان ارتقا بھی واضح ہو جائے۔ سامنے کے صفحے میں ہم پہلی چار سورتوں کے ذیلی موضوعات، قرآن پر تفکر و تدبر کرنے والوں کے لیے یک جا پیش کر رہے ہیں، اِن تمام ذیلی موضوعات کا آپ پچھلے صفحات میں مطالعہ کر چکے ہیں۔

آپ دیکھیں گے کہ قرآنی موضوعات میں وقت کے ساتھ ایک ارتقا ہے۔ کہا جارہا ہے اَے اہلِ ایمان کافروں کی پیش کشوں کی جانب نگاہِ غلط انداز بھی نہ ڈالو۔ صبر سے کام لو، اپنی قوم کو سابقہ جاہلیت کی ماری قوموں کے انجام سے ڈراؤ، قرآن اور قیامت کی حقانیت پر لوگوں کو تعلیم دو (حٰمٓ السَّجْدَة)۔ اس کے بعد منکرین کی جسارت پر اظہارِ حیرت ہے اور بتایا جارہا ہے کہ جس نے نظامِ کائنات بنایا ہے اُسی نے تمھارے لیے نظامِ زندگی یعنی ایک دین بھی بنایا ہے۔ اس دین کے نفاذ کے لیے جس عمدہ سیرت کے انسانی نمونے درکار ہیں اُن کی تفصیل ہے (سُوْرَةُ الشُّوْرٰی)۔ یہاں آپ نبی ﷺ کی تحریک کو ایک موڑ مڑتا ہوا دیکھیے، توحید، آخرت اور رسالت سے آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دین کی تعمیر کا کھلم کھلا اعلان کرنے کا حکم دے دیا، بات تو پہلے بھی اشاروں کنایوں میں کہی گئی تھی اور قریش کے زیرک سردار اسی لیے مخالف بھی تھے، مگر اب جب وہ مفاہمت کی بھیک مانگ رہے تھے، چند ہفتوں کے اندر واضح کر دیا کہ منزل چند عقاید اور چند اعمالِ صالحہ اور چند رسومات و عبادات نہیں ہیں، اِن سب کے ساتھ آخری منزل، نظامِ زندگی کی تبدیلی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا جارہا ہے کہ اِن

سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ

- کفار کی ہر پیش کش رد کر کے، دعوت الی اللہ پیش کرو۔
- اہلِ ایمان کو لازوال کام یابی کی بشارت
- صبر اور وقار کے ساتھ مخالفت کا سامنا کیا جائے
- اللہ کے نبی ﷺ ایک انسان ہیں
- سابقہ قوموں کے انجام سے ڈراؤ،
- مناظرِ قیامت: میدانِ حشر میں جسم کے اعضا کی گناہوں پر گواہی
- شیطان کی چالوں کا مقابلہ: اللہ سے پناہ مانگو!
- اللہ آپ کی مخلصانہ کوششوں سے واقف ہے
- کتابُ اللہ میں تحریف کرنے والوں کو عذابِ دوزخ کی وعید
- قرآن عربی میں ہے
- قیامت کا علم صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے،
- انسان بڑا ناشکرا ہے۔

سُوْرَۃُ الشُّورٰی

- اہلِ مکہ کی جسارتِ انکار پر فرشتوں کی حیرت
- کیوں نہ اللہ نے ہمیں بزور مسلم بنا دیا؟
- نظامِ کائنات کی اللہ کے علم و حکمت پر گواہی
- علیم و حکیم اللہ نے تمھارے لیے ایک دین بنایا ہے
- یہ دین کب سے، کیا ہے اور کیوں ہے
- اے بنی ہاشم ! تم سے کچھ مانگتا نہیں —— عطا کر رہا ہوں
- قریش کی جانب سے الزامات کی حقیقت
- دین کی حقیقت کے بعد دنیا کی حقیقت
- اسلام کا انسانِ مطلوب، جو نبی ﷺ نے تیار کیا
- اتمامِ حجت کا آغاز

سُوْرَۃُ الزُّخْرُف

- جاہلیت ماضی میں بھی ایسی ہی تھی
- کائنات کے نظام سے اُس کا خالق نظر آتا ہے
- مشرکین فرشتوں کو اللہ کی اولاد بناتے ہیں اور وہ بھی مونث
- اپنی بداعمالیوں کی مشیّت پر تہمت
- اپنی گم راہی پر باپ دادا سے دلیل
- نبی ﷺ کی مالی اور قبایلی حیثیت پر اعتراض
- اللہ کے نزدیک اس دنیا کی حیثیت
- عیسائیوں کے شرک سے قریش کی اپنے شرک کے لیے دلیل
- نبی واجب الاطاعت ہوتا ہے
- اے قریش کے لوگو، کیا نبی ﷺ کے قتل کا ارادہ ہے
- دعوتِ توحید اور عقیدۂ شفاعت

سُوْرَۃُ الرُّوْم:

- ایران سے شکست خوردہ رومی جلد فتح پائیں گے
- اللہ کے وجود اور قدرت کی نشانیاں،
- شرک خلافِ فطرت بھی ہے اور خلافِ عقل بھی
- مشرکین مصیبت میں اللہ کو پکارتے ہیں
- بحر و بر میں فساد کی جڑ شرک ہے
- صبر اور نیک رویّے کے ساتھ دعوتِ دین
- ہم پر مومنین کی نصرت لازم ہے
- محمد ﷺ اور اُن کے ساتھی غالب آئیں گے
- اے محمد ﷺ آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے
- اتمام حجت

کم نصیبوں کے پیچھے اپنی جان کو روگ نہ لگائیں، "آپ اِن پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں" یہ اتمامِ حجت کی جانب پہلا اشارہ تھا، کچھ ہی ماہ بعد آپ سُوۡرَۃُ الۡكٰفِرُوۡن میں اس معاملے کو بالکل بَیّن دیکھیں گے اور پھر چند سال بعد سُوۡرَۃُ الۡبَیِّنَۃ میں واشگاف پائیں گے۔سُوۡرَۃُ الشُّوۡرٰی کے بعد سُوۡرَۃُ الزُّخۡرُف میں دعوت کا کام جاری رہا اور اُن کے مختلف طرح کے شرکیہ مزعومات پر تنقید ہے وہیں عیسائیت کے حوالے سے مشرکین کے یہ طعنے کہ دیکھو اہلِ کتاب بھی تو جسے تم شرک کہتے ہو، اُسی شرک میں مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ وضاحت فرماتے ہیں کہ یہ لوگوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں، عیسیٰ علیہ السلام نے ایسی کوئی تعلیم نہیں دی تھی۔ پھر کہا جاتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ تم ہمارے رسول کو قتل کرنا چاہتے ہو لیکن ہم نے بھی تمھارے لیے ایک منصوبہ بنالیا ہے۔ سورہ زخرف کے بعد سورہ روم میں بہت وضاحت کے ساتھ یہ پیشین گوئی ہے کہ اہلِ ایمان ایک دن منکرین پر اپنے غلبے کی خوشیاں منارہے ہوں گے، بحر و بر میں یہ سارا فساد شرک کی خباثت اور نحوست ہے، لوگ جان لیں کہ اللہ نے مومنین کی مدد اپنے اوپر فرض کرلی ہے۔

یوں آپ دیکھیے کہ اس چھٹے سال کے آغاز ہی سے مخاطبین کو دل سوزی سے توحید کی صداقت، آخرت کے وجوب اور قرآنِ کریم کی حقانیت پر قائل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ساتھ ہی جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اُن کی ڈھارس بندھائی جارہی ہے اور ساتھ ہی انھیں ابدی کامیابیوں کی نوید ہے۔ قرآنِ مجید نے اِن موضوعات کو گزشتہ پانچ، ساڑھے پانچ برسوں میں بار بار اُٹھایا ہے، اس مرتبہ بالکل نئے رنگ اور نئے انداز سے دل کے تاروں کو چھیڑنے والی ایسی باتیں کہی گئی ہیں کہ سننے والوں کے دلوں میں ایمان کا بیج ضرور نمو پانا شروع ہوجائے گا سِوائے اُن لوگوں کے جنھوں نے اپنی ہٹ دھرمی سے اپنے دلوں پر قبول نہ کرنے کی مہریں 'ختم القلوب' لگالی ہیں۔ ایمان، لوگوں کو چاہے اب فوراً ہی نصیب ہو یا اس کام کے لیے مزید کچھ برس [فتح مکہ کے دن تک] درکار ہوں، قریش کے لیے مقدر ہوگیا ہے!

۷۳: سُوۡرَۃُ الۡوَاقِعَۃ [۵۶ – ۲۷: قَالَ فَمَا خَطۡبُكُمۡ]

سورۃ کا بنیادی موضوع یہ ہے کہ یہ انسانی معاشرہ خواہ کتنا ہی گوناگوں اور متنوع نظر آتا ہو، بنیادی طور پر تین گروہوں پر مشتمل ہے، انسان خواہ کالے ہوں یا گورے، عربی بولتے ہوں یا جرمن، امیر ہوں یا غریب، بادشاہ ہوں یا فقیر، یہ ساری درجہ بندیاں عارضی اور حکیم و عزیز اِلٰہِ واحد کی بنائی ہوئی ہیں، تاکہ وہ امتحان لے کہ دنیا کی زندگی میں کون اُس کی اطاعت، عبادت و فرماں برداری میں سبقت کرنے والا ہے [سابقون] اور کون ہیں جو سبقت و عزیمت تو نہ سہی مگر اعمالِ صالحہ کے ساتھ اُس سے ڈرتے ہوئے پرہیزگاری کی زندگی گزارنے والے

ہیں [صالحین] اور کون اُس کے حضور حاضری سے بے خوف [منکرینِ آخرت] اپنی مرضی کی زندگی گزارنے کے خُو گر ہیں۔ یوں وہ جو سارے انسانوں کی اُن کے ماؤں کے پیٹ میں شکلیں بناتا اور اُنھیں دنیا میں کوئی کردار عطا کرتا ہے، یہ متحقق کرتا ہے کہ کون اُس کے بنائے ہوئے سیٹ اپ setup میں اُس کی عطا کردہ آزاد مرضی سے تین گروہوں سابقین، صالحین اور منکرین میں سے کسی ایک گروہ کا انتخاب کرتا ہے۔

قیامت کو جھٹلانے والا کوئی نہ ہو گا

پوری سورۃ چار خطبات پر مشتمل ہے

پہلا خطبہ: آیات ۱ تا ۵۶	انسانوں کے تین گروہ سابقین، صالحین، آخرت کے منکر
دوسرا خطبہ: آیات ۵۷ تا ۷۴	توحید اور آخرت پر دلائل
تیسرا خطبہ: آیات ۷۵ سے ۸۲	قرآن کے بارے میں ان کے شکوک کی تردید
چوتھا خطبہ: آیات ۸۸ تا ۹۶	خود مختاری کے گھمنڈ کا ازالہ اور تینوں گروہوں کا انجام

بات کا آغاز اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتے ہیں کہ جب وہ واقعہ ہو جائے گا اس وقت اِن منکرین میں سے کوئی یہ جھوٹ بولنے والا نہ ہو گا کہ وہ پیش نہیں آیا ہے، نہ کسی کو یہ یارا ہو گا کہ قیامت کو واقع ہونے سے روک دے۔

تین گروہ: سابقین، صالحین اور منکرین

قیامت کے بارے میں اس قولِ فیصل کو سُنانے کے بعد فرمایا جاتا ہے کہ وہاں تمام انسان تین طبقات میں تقسیم کر دیے جائیں گے: سابقون، صالحون اور منکرون۔ اس کے بعد ان تینوں طبقات کا جو انجام ہو گا اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

> بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ **جب واقع ہو جائے گا وہ عظیم واقعہ [قیامت]** جس سے تمھیں ڈرایا جا رہا ہے اور جس کو تم جھٹلاتے ہو، تو سنو! کہ اُس واقعے میں حاضر کیے گئے سارے اگلے پچھلے انسانوں میں
>
> سے کوئی اس کے وقوع کو نہ جھٹلائے گا۔ وہ تو ساری چیزوں اور نظام کائنات کو اُلٹ پلٹ کر کے رکھ دینے والی آفت ہو گی۔ زمین آناً فاناً اتنی **جھنجھوڑی جائے گی** کہ اُس کے پیہم لرزنے سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گرد و غبار بن کر رہ جائیں گے اور زمین کے سارے نشیب و فراز ختم ہو جائیں گے ـــــــ وہ ایک ہم وار میدان ہو گی ـــــــ پھر اے لوگو! تم تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔ [مفہوم آیات ۱ تا ۷] جن میں سے داہنی جانب والے، واہ وا! کیا

کہنااُن داہنی جانب والوں کی خوش نصیبی کا اور رہے بائیں جانب والے، سو کیا ہی برا ٹھکانا ہوگا بائیں جانب والوں کا۔

[مفہوم آیت ۸] ....

اور جو تین گروہ ہوں گے تو اُن میں سے پہلے والے سابِقُوْنَ تو وہ ہیں جو دینِ حق کو تسلیم کرنے میں سب سے بڑھ کر پہل کرنے والے[119] اور اُس پر مر مٹنے والے۔ وہی اللہ سے قربت پانے والے، لوگ ہیں۔ ہر طرح کی نعمتوں سے مالامال باغات میں رہیں گے۔ جن کی بڑی تعداد دینِ حق کی تحریک میں شامل اگلوں[120] میں سے ہو گی اوراُن میں بعد والوں میں سے کم ہوں گے۔ جڑاؤ تختوں پر تکیوں سے ٹیک لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ ان کی مجلسوں میں خدمت کے لیے نوخیز چھوٹے حسین لڑکے ہوں گے، جو ہمیشہ ایسے ہی نوخیز چھوٹے اور حسین ہی رہیں گے اور شرابِ خالص کے جگ، جام اور لبریز پیالے لیے، ناز و انداز سے اُن میں گھومیں پھریں گے۔ شرابِ خالص، جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا اور نہ ہی عقل میں فتور آئے گا۔ اور نوع بہ نوع میوے اور پھل اُن کے سامنے ہوں گے کہ جو چاہیں منتخب کرلیں، اور پرندوں کا گوشت اُن کی رغبت والا۔ ان کے لیے بڑی بڑی سرمگیں آنکھوں والی حسن و ملاحت کی حامل نوخیز لڑکیاں ہوں گی، ایسی حسین جیسے حفاظت سے چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہوں۔ یہ سب کچھ ان اُعمال کا صلہ ہوگا جو وہ دنیا میں حق کو قبول کرنے اور دینِ حق کے اظہار [غلبے] کے لیے کرتے رہے تھے۔ انعام واکرام کی وہاں انتہا یہ ہو گی کہ کوئی لغو یا گناہ کی بات تک نہ سنیں گے۔ ہر جانب مبارک سلامت کے چرچے ہوں گے، جو بات وہاں ہو گی سلامتی والی ہو گی، ٹھیک ٹھیک! ....[مفہوم آیات ۹ تا ۲۶]

اور داہنی جانب والے[121] لوگوں کا ذکر سنو۔ داہنی جانب والوں کی خوش نصیبی کا کیا ٹھکانا! وہ تو بے کانٹوں

---

۱۱۹ مسند احمد کی ایک روایت میں سیّدہ عائشہ □ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا "جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے پہنچ کر اللہ کے سایہ میں جگہ پائیں گے؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اللہ کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا الذین اذا اعطو االحق قبلوہ، واذا سئِلوہ بذلوہ، وحکمو االناس کحکمھم لا نفسھم، یعنی: وہ جن کا حال یہ تھا کہ جب ان کے آگے حق پیش کیا گیا انھوں نے قبول کرلیا، جب ان سے حق مانگا گیا انھوں نے ادا کر دیا، اور دوسروں کے معاملہ میں ان کا فیصلہ وہی کچھ تھا جو خود اپنی ذات کے معاملہ میں تھا۔

۱۲۰ اگلوں سے مراد دینِ حق پر نبیوں کے ساتھ ایمان لانے والی اور اُن کا ساتھ دینے والی ٹیم جیسے نبی کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم۔

۱۲۱ مقربین کے بعد دائیں جانب اور بائیں جانب والوں کے تذکرے سے بعض مفسرین کو یہ گمان لاحق ہوا ہے کہ

والی بیریوں کے پاس، تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلوں [۱۲۲] ،اور دور تک پھیلے ہوئے سایوں میں،اور ہر دم بہتے پانی کے قریب کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت میووں اور پھلوں کے درمیان ہوں گے۔اور اونچے بستر ہوں گے، جہاں اُن کی بیویاں ہوں گی جن کو ہم نے خاص طور پر از سرِ نو حُسن کی انتہاؤں پر کنواری بنا کر پیدا کیا ہو گا،اپنے شوہروں پر محبت سے مٹنے والی ہم سن و ہم عمر، ناز و انداز والی حسین و دل رُبا، یہ سب کچھ ہمیشگی والا سامانِ ضیافت دائیں بازو والوں کے لیے ہے۔اِن خوش نصیب لوگوں میں ایک بڑا گروہ اگلوں کا ہو گا اور پچھلوں میں سے بھی بڑا گروہ ہو گا۔ .... [مفہوم آیات ۲۷ تا ۴۰]

اور بائیں جانب والوں کا کیا پوچھو! بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پانے والوں کا تو بڑا ہی برا حال ہو گا۔وہ شدید گرم لو کی لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی اور گہرے کالے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جس میں نہ ٹھنڈک اور نہ آرام ہو گا۔دنیا کی زندگی میں یہ لوگ مقتدر،مال دار اور خوش حال تھے،اور بڑے لوگ شمار کیے جاتے تھے مگر دنیا نے اِن کو اپنے اندر مست اور مہلتِ زندگی نے اِن کو درستگی سے غافل رکھا۔ہمارے انعام پر ان کی حالت یہ تھی کہ گناہِ عظیم [۱۲۳] پر اصرار کرتے رہے اور کہتے تھے: کیا جب ہم مر کر مٹی اور ڈھانچے رہ جائیں گے تو پھر زندہ

آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دربار لگے گا جس میں مقربین آگے بٹھائے جائیں گے اور اُن کے پیچھے دائیں جانب والے اور بائیں جانب والے،یہ تصور صحیح نہیں ہے،مولانا امین احسن اصلاحیؒ تدبرِ قرآن میں ان آیات کی تشریح میں تحریر کرتے ہیں: اُن لوگوں کا خیال غلط ہے جنھوں نے یہ گمان کیا کہ ہے کہ یہاں دربارِ الٰہی میں جگہیں پانے والوں کی ترتیب بیان ہوئی ہے۔اللہ جلّ شانہ کے دربار سے متعلق اول تو دہنے،بائیں اور آگے پیچھے کا تصور ہی ایک بے معنی تصور ہے اور اگر اس تصور کی گنجائش تسلیم بھی کر لی جائے تو یہ امر اپنی جگہ مسلّم ہے کہ اس دربار میں اصحاب الشمال کے لیے کوئی جگہ بھی نہیں ہو گی،نہ بائیں،نہ پیچھے بلکہ اُن کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔{تدبرِ قرآن،جلد ۸ صفحہ ۱۶۱}۔

۱۲۲ طَلْح: ایک بہت بڑا درخت ہوتا ہے، جو صحراؤں میں اُگتا ہے،مزے دار پھلوں سے لدا ہوتا ہے اور اُس کی شاخیں بھی مزے دار ہوتی ہیں۔

۱۲۳ گناہِ عظیم تو شرک ہی کو کہا جاتا ہے،تاہم سیاق و سباق اس کا متقاضی ہے کہ اس میں مقتدر اور خوش حال طبقے کے بڑے گناہوں کو بھی ضرور گنا جائے جس میں شرک سے ماسوا،دینِ حق کا انکار کرنا،خود خدائی کے سنگھاسن پر بیٹھنا اور طاغوت بن جانا،اور لوگوں کے سر اپنے آگے جھکوانا،اہلِ حق کی تکذیب کرنا،معاشرے میں بے حیائی کو فروغ دینا،آخرت کا انکار کرنا وغیرہ۔

اٹھا کھڑے کیسے جائیں گے اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اور کیا ہمارے گزرے ہوئے باپ دادا بھی؟؟.......................................[مفہوم آیات ۴۱تا۴۸]

اے نبیؐ اُن لوگوں سے کہیے، یقیناً پہلے پیدا ہو کر مر کھپ جانے والے اگلے لوگ بھی اور تم اور تمھارے بعد آنے والے پچھلے، سارے کے سارے ایک طے شدہ مدت کے بعد ایک متعین دن ضرور جمع کیے جائیں گے۔ پھر اے گم راہی میں پڑے ہماری آیات اور ہمارے نبیؐ کی تکذیب کرنے والو! تم زقوم کے درخت کی غذا کھاؤ گے۔ [۱۲۴] اسی سے تم پیٹ بھرو گے اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی، پیاس کے مارے بلبلاتے [۱۲۵] ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے۔ یہ جزا کے دن اُن کی پہلی ضیافت ہو گی ہٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔ ....[مفہوم آیات ۴۹تا۵۶]

توحید اور آخرت پر محکم دلائل

قیامت کے وجوب اور پھر وہاں انسانیت کی تین گروہوں میں تقسیم کی تفصیل بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ توحید اور آخرت پر آفاق و انفس سے شواہد کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ انسان کے اپنے وجود پر اور اُس غذا پر جسے وہ کھاتا ہے اور اس پانی پر جس پر اُس کی زندگی قایم ہے اور اُس آگ پر جس سے سارے کاروبارِ زندگی کے لیے توانائی ملتی ہے، غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے کہ تو جس اللہ کے بنانے سے بنا ہے اور جس کے دیے ہوئے وسائل واسباب سے جی رہا ہے اس کے مقابلے میں تیری خود مختاری کے دعوے کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ اُس ایک خالق کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی بجالانا کتنا غیر معقول ہے۔ انسانوں نے یہ کیسے سوچ لیا اور یقین کر لیا کہ اس کائنات کا خالق انسان کو پیدا کرنے اور مارنے کے بعد ایسا مجبور اور بے بس ہو گا کہ چاہے تو بھی دوبارہ زندہ نہ کر سکے گا!!

ہم نے تمھیں پیدا کیا ہے پھر تم کیوں دوبارہ جی اُٹھائے جانے [قیامت] کی تصدیق نہیں کرتے؟۔ کیا تم نے اپنی پیدایش کے آغاز پر بھی کبھی غور کیا؟ کیا اُس قطرے پر ــــ جو تم اپنی بیویوں کے رحم میں ٹپکاتے ہو؟ اُس قطرے سے ایک جیتا جاگتا بچہ بنانے والے تم ہو یا اس کے بنانے والے ہم ہیں؟ ہم نے تم سب کے لیے موت کو مقرر کیا ہے اور ہماری قدرت سے یہ بعید نہیں کہ ہم تمھاری شکلیں بدل دیں اور اس پر قادر ہیں کہ تم کو اُٹھائیں ایسے عالم میں جس کو تم نہیں جانتے اور اپنی پہلی پیدایش کو تو تم جانتے ہی ہو! پھر کیوں دین حق کو قبول کرنے کے لیے اور ہماری طاقت و

۱۲۴ جو نہ صحت و توانائی بخش ہے اور نہ ہی بھوک مٹاتا ہے اور بہت بدبودار ہے۔

۱۲۵ ایک بیماری، الھیم جس میں مبتلا اونٹ کی پانی پینے سے پیاس نہیں بجھتی۔

قدرت کو تسلیم کرنے کا سبق حاصل نہیں کرتے؟ ....[مفہوم آیات ۵۷تا۶۲]

کیا تم نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت کی کہ جو کچھ تم زمین میں بودیتے ہو، ان سے کھیتیاں تم پروان چڑھاتے ہو یا ان کی نشوونما ہم کرتے ہیں؟ ہم چاہیں تو ان کھیتیوں کو بھس بنا کر چھوڑ دیں اور تم باتیں ہی بناتے رہ جاؤ کہ ہم کو فایدہ تو کجا اُلٹا نقصان ہو گیا، بلکہ ہم تو بالکل ہی کسی پیداوار سے محروم ہو گئے۔ [پس، اپنے رب کا شکریہ بجالاؤ اور تسبیح کرو۔] ....[مفہوم آیات ۶۳تا۶۷]

کیا تم نے کبھی یہ غور کیا کہ یہ پانی جو تم پیتے ہو، اسے تم نے بادلوں سے اُتارا ہے یا اس کے اُتارنے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے بالکل کھاری کر دیں، تم لوگ اس نعمت کے ملنے پر کیوں شکر گزار نہیں ہوتے؟ ذرا سوچو تو سہی، یہ آگ جو تم سلگاتے ہو، اس کا درخت[۱۲۶] کیا تم نے پیدا کیا ہے یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ ہم نے اس درخت کو خالق ومالک کی معرفت حاصل کا ذریعہ اور صحرا کے حاجت مند مسافروں کے لیے سامان زیست بنا دیا ہے۔ پس اے نبیؐ، اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ....[مفہوم آیات ۶۸تا۷۴]

قرآن کی صداقت پر مختصر گفتگو

جس بے دردی کے ساتھ نبی ﷺ کی دعوت کا بغیر غور وفکر کیے انکار کیا جا رہا ہے اُس پر مکے کے سرداروں اور سارے منکرین کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ اے ناقدرو! قرآن کی یہ عظیم الشان نعمت تمھارے پاس آئی ہے اور تم نے اس نعمت میں اپنا حصہ یہ پسند کیا ہے کہ اسے جھٹلاتے رہو! اس سے فایدہ اٹھانے کے بجائے الٹی مخالفت کر رہے ہو۔ قرآن کی صداقت پر یہ بے نظیر محکم دلیل پیش کی جا رہی ہے کہ اگر کوئی قرآن پر سنجیدگی سے غور کرے تو اس کے اندر ویسا ہی محکم و مربوط سلسلہ و نظم پائے گا جیسا کائنات کے تاروں اور سیاروں کے نظام میں ہے، اور یہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مصنف وہی ہے، جس نے کائنات میں سورج اور چاند، تاروں کا اور دن اور رات اور موسموں کے آنے جانے کا نظام بنایا ہے۔ پھر کفّار کو بتایا گیا ہے کہ یہ کتاب اس نوشتہ تقدیر میں ثبت ہے جو مخلوقات کی دست رس سے باہر ہے۔ تمھاری بات کیسی غلط ہے کہ اسے محمد ﷺ کے پاس شیاطین

۱۲۶ درخت سے مراد یا تو وہ درخت ہیں جن سے آگ جلانے کے لیے لکڑی فراہم ہوتی ہے، یا مرخ اور عفار نامی وہ درخت ہیں جن کی ہری بھری ٹہنیوں کو ایک دوسرے پر مار کر قدیم زمانے میں اہل عرب آگ جھاڑا کرتے تھے۔ [تفہیم القرآن، سُورَةُ الْوَاقِعَة، حاشیہ ۳۲]

لاتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اِسے محمد ﷺ تک مقرب فرشتے پہنچاتے ہیں۔

> پس تمھاری لن ترانیاں ٹھیک نہیں، میں قسم کھاتا ہوں [گواہی کے لیے پیش کرتا ہوں] ستاروں کے غروب کے مقامات کی، اور اگر تم عقل سے کام لو تو یہ بات کو ثابت کر دینے والی بہت بڑی گواہی اور دلیل ہے، کہ یہ قرآن بڑی عظمت والا ہے جو اللہ کے پاس ایک بڑی محفوظ کتاب میں تحریر ہے، جسے بس پاکیزہ فرشتے ہی چھوتے ہیں، یہ تو جہانوں کے خالق و مالک کا بھیجا ہوا ہے! پھر کیا بات ہے کہ تم اس کلام کے ساتھ رو گردانی کرتے ہو، اور کیسے دکھ کی بات ہے کہ رب العالمین کی جانب سے اس نعمتِ خاص پر جو تمھارا رزق ہے تمھارے حصے میں بس اس کا جھٹلانا آیا ہے!!.............................[مفہوم آیات ۷۵ تا ۸۲]

اپنے پیاروں کو سامنے مرتے دیکھتے ہو، بچاتے کیوں نہیں!

اب سورہ اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے یہاں انسان کی اپنی عقل اور اپنی حیثیت جس پر وہ نازاں ہے اُس کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ تم آخر کتنی ہی لن ترانیاں سُناؤ، مگر کیا تمھارے سامنے تمھارے پیاروں کی موت کا منظر تمھاری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس وقت تم بالکل بے بس ہوتے ہو۔ اپنے ماں باپ کو نہیں بچا سکتے۔ اپنی اولاد کو نہیں بچا سکتے۔ اپنی کسی محبوب ہستی کو نہیں بچا سکتے۔ سب تمھاری آنکھوں کے سامنے مرتے ہیں اور تم دیکھتے رہ جاتے ہو۔ اگر کوئی ہستی، بالاتر طاقت اس زندگی اور موت کے نظام کو اور اس کائنات کو نہیں چلا رہی ہے تو —— تم کسی مرنے والے کی نکلتی ہوئی جان کو روک کیوں نہیں لیتے؟ آگاہ رہو! جس طرح تم اس معاملہ میں بے بس ہو بعینہٖ اسی طرح روزِ جزا و سزا کو بھی روک دینا تمھارے اختیار میں نہیں ہے۔ خاتمہ کلام پر فرمایا گیا کہ اُن فضول باتوں کے جواب میں جو یہ جھٹلانے والے عقیدہ توحید پر ہنس ہنس کر بناتے ہیں آپؐ ، اپنے عظیم رب کے نام کی پاکی و صفائی بیان کریں! فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۹۶﴾۔

نبی ﷺ نے پاکی کے اس بیان کو تا قیامت جاری رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر نماز میں حالتِ رکوع کی تسبیح بنا دیا —— یہ اُس دور کی ایک تاریخ کا ایک یادگار جملہ ہے جو ساری دنیا میں آپ ﷺ کے متبعین اپنی نماز کے ہر رکوع میں دہراتے ہیں مگر کم لوگ اس کے پیچھے پوشیدہ مشرکین کے ساتھ کش مکش کی ایک تاریخ کو جانتے ہیں۔ ستم یہ ہے کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار مکّے میں تاویلات کے ذریعے شرک میں مبتلا ہوئے تھے، اس تسبیح کو دہرانے کے باوجود مسلمانوں کا ایک طبقہ دھوکے میں مبتلا ہوا ہے۔

جب مرنے والے کی جان نکلتے ہوئے حلق تک آجاتی ہے اور تم اپنی آنکھوں سے اُس کے مرنے کا منظر دیکھ رہے ہوتے ہو، سنو، اُس وقت مرنے والے تمھارے پیارے سے تمھاری بہ نسبت ہم زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر تم دیکھ نہیں پاتے۔ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ اگر تم اپنے وہم میں سچے ہو کہ تم کسی کے بندے اور محکوم نہیں ہو، تو اُس وقت اُس کی نکلتی ہوئی روح کو، مُردہ ہوتے ہوئے جسم میں واپس کیوں نہیں لے آتے؟..[مفہوم آیات ۸۳تا۸۷]

پھر اگر وہ مرنے والا ہمارے اوپر بیان کردہ تین گروہوں میں سے پہلے گروہِ مقربین میں سے ہو تو اس کے لیے راحت اور سرور اور نعمت بھری جنت ہے۔ اور اگر وہ دوسرے طبقے یعنی اصحاب یمین میں سے ہو تو استقبال کے لیے آوازہ بلند ہوتا ہے کہ سلامتی ہو تجھ پر تو، تو اصحاب الیمین میں سے ہے۔ اور اگر وہ تیسرے جھٹلانے والے گم راہ لوگوں میں سے ہوا، تو اس کی تواضع کے لیے کھولتا ہوا پانی اور جہنم میں جھونکا جانا مقدر ہے۔ یہ سب کچھ قطعی حق ہے، پس اے نبیؐ، شرک کی اُن تہمتوں کے خلاف جو یہ مشرکین اُس پر لگاتے ہیں، اپنے عظیم رب کے نام کی پاکی و صفائی بیان کریں! فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾ ۔.....................[مفہوم آیات ۸۸ تا ۹۶]

☆☆☆☆☆